سفرنامه

سفرنامہ ہمارے زمانے کی ایک مقبول صنف ہے۔ ہر سفر ایک تجربہ ہوتا ہے اور اگر کسی شخص میں اس تجربے کو بیان کرنے کی صلاحیت بھی ہوتو ایک دل چسپ سفرنامہ لکھا جاسکتا ہے۔ پرانے زمانے میں جب مسافر سفر سے واپس آتے تو اپنے تجربات کی صلاحیت بھی ہوتو ایک دل چسپ سفرنامہ لکھا جاسکتا ہے۔ اس طرح کے بہت سے قصے آپ نے بھی پڑھے ہوں گے۔ اردونثر کی ترقی کے ماتھ ہمارے ادبی سرمائے میں کئی صنفوں کا اضافہ ہوا۔ سوائح نگاری، خود نوشت، تقید، انشائیہ اور سفرنامہ، نثر کی نسبتاً جدید ترصنفیں کہی جاتی ہیں۔

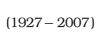
سفرنامے کے مطالع سے ہمیں اجنبی دیاروں، دوردراز کے ملکوں، تہذیبوں اور جغرافیائی حالات سے آگاہی ملتی ہے۔
بہت سے انو کھے کرداروں سے ملاقات ہوجاتی ہے۔ سفرنامے ہمارے لیے اس دنیا کے مختلف علاقوں سے تعارف کا ذریعہ بنتے
بیں۔ سفرناموں کے مطالع سے ہماری عام معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہم گھر بیٹھے بڑی بڑی ہمیں سرکر لیتے ہیں اور ایسے
دیاروں تک جا چنہتے ہیں جہاں جانا ہمارے لیے آسان نہ ہوتا۔ اس لحاظ سے سفرنا مے کوعملاً سفر کا بدل بھی کہا جاسکتا ہے۔

اردو کا پہلاسفر نامہ یوسف خال کمبل پوش کا ''عجائباتِ فرنگ'' ہے۔ یوسف خال نے 30 مارچ 1837 میں کو لکا تا سے پانی کے جہاز کے ذریعے انگلتان کا سفر کیا تھا۔ انھوں نے انگلتان کے شہرلندن میں قیام کیا۔ وہاں کی آب وہوا، نئی نئی ایجادات اور وہاں کے باشندوں کا ذکر انھوں نے نہایت دل چسپ انداز میں کیا ہے۔

بیسویں صدی کے سفرناموں میں منشی محبوب عالم کا سفرنامہ'' سفرنامہ' بغداد''اور قاضی عبدالغفار کا''نقشِ فرنگ'' بہت مقبول ہوئے۔

خواجہ احمد عباس کا'' مسافر کی ڈائری'' پروفیسر احتشام حسین کا'' ساحل اور سمندر'' اور قرق العین حیدر کا'' جہانِ دیگر'' اردو کے دل چسپ سفرنا ہے ہیں۔مشہور سفرنا مہ نگاروں میں بیگم اختر ریاض ،مستنصر حسین تاڑر کے نام بھی شامل ہیں۔ اردو میں چند مزاحیہ سفرنا ہے بھی لکھے گئے ہیں جن میں ابن انشا، شفیق الرحمٰن اور مجتبی حسین کے سفرنا ہے قابلِ ذکر ہیں۔







قرۃ العین حیدر اُردو کے مشہور ادیب سجاد حیدر بلدرم کی بیٹی تھیں۔ وہ علی گڑھ میں پیدا ہوئیں اور پہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔
کھنؤ یونیورٹی سے انگریزی میں ایم اے کیا۔اعلی تعلیم کے لیے یوروپ میں بھی رہیں۔وہ ممبئی میں کئی انگریزی رسائل سے منسلک
رہیں ممبئی کے طویل قیام کے بعد دہلی آگئیں۔

علی گڑھ مسلم یو نیورسٹی، علی گڑھ اور جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی میں وزیٹنگ پروفیسر کی حثیت سے شعبۂ اُردو سے وابسۃ رہیں۔
ملک کی آزادی کے بعد اُردو افسانہ نگاروں کی جونئ نسل سامنے آئی ان میں قرۃ العین حیدر کا نام نمایاں ہے۔ قرۃ العین حیدر نے افسانوں کے علاوہ ناول، سفر نامے اور رپورتا ڈبھی کھے ہیں۔ ان کی تحریروں کا ایک خاص تاریخی اور تہذیبی پس منظر ہوتا ہے۔
''ستاروں سے آگ'،''شیشے کے گھ'،'' پیت جھڑکی آواز'،'' روشنی کی رفتار' اور'' جگنووں کی دنیا' ان کی کہانیوں کے مجموعے ہیں۔'' میرے بھی صنم خانے''،'' سفینہ غم دل'،'' آگ کا دریا'،'' آخر شب کے ہم سفر''' گردشِ رنگ جین' اور '' چاندنی بیگم' ان کے ناول ہیں۔'' کار جہاں دراز ہے' ان کا طویل سوانجی ناول ہے۔'' چائے کے باغ''' دل رُبا''' اگلے جنم موجے بٹیا نہ کیجو' اور'' سیتا ہرن' قرۃ العین حیدر کے ناولٹ ہیں۔'' داستانِ عہدِ گل' اور'' دامانِ باغبال'' بھی ان کی معروف کتا ہیں ہیں۔



جايان

کوئی جاپانی اپنے چہرے پر غصے کے آثار نہیں لاتا۔ کئی دفعہ میں نے دیکھا سڑک پر سائیکل والے کی ٹکر ٹھیلے والے سے ہو گئ (پیرتین پہیوں والے بڑے اور چھوٹے موٹر ٹھیلے ہیں ہاتھ کے ٹھیلے کوئی نہیں دھکیلتا)۔ان دونوں نے اُثر کر ایک دوسرے کا گریبان نہیں پکڑا، نہ گھونسے تانے نہ گالیاں دیں، خاموثی سے افسوس کا اظہار کیا اور اسی سکون کے ساتھ اپنے اپنے راستے کیلے گئے۔

ایمان داری کا پیمالم ہے کہ ساری قوم صدیوں سے ککڑی کے ایسے مکانوں میں رہتی آرہی ہیں جن کی بہلی پہلی کاغذی دیواری ہوتی ہیں۔ دروازے سرے سے ہوتے ہی نہیں وہی دیواریں إدهر أدهر کھسكا كر گھر بند كرليا جاتا ہے۔ تالوں اور چٹنيوں كا سوال ہی پيدائہیں ہوتا مگر نہ چورياں ہوتی ہیں نہ سيندھ گلتے ہیں جب كہ حالت بہ ہے كہ عام طور پر مكان ايمي نفيس چيزوں سے سبح ہوتے ہیں كہ خواہ مخواہ چورى كرنے كو جی جاہے۔

ٹو کیو کے جھل جھل کرتے ریلوے اسٹیشن کی دیواروں پر چوبی اور روغنی فریسکو ہے ہیں۔ٹرین کی ساری کی ساری کوچیس ائیر کنڈیشنڈ ہیں اور پہلو کے بجائے درمیانی کوریڈور کے ذریعے ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔سارے ڈیوں میں قالین بچھے ہیں۔ صبح کے دھند کے میں دوسو کے قریب کا نفرنس کے مہمانوں کو لے کرٹرین ٹو کیو کی طرف روانہ ہوئی۔ چار کوچیس مہمانوں کے لیے مخصوص ہیں۔ٹرین کے چلنے کے بعد سب نے اپنی اپنی جگہ سے اُٹھ کر اِدھر اُدھر ہُملنا شروع کیا لوگ دریچوں کے پاس گروہ بنا بنا کر ہیڑھ گئے۔

باہر حدِ نظرتک کا رخانے پھیلے ہیں جن کی چمنیوں سے دھواں اُٹھ رہا ہے۔ سبزے پر بارش شروع ہوگئ ہے۔ منظر کے بھورے اور سبز رنگوں کا بیامتزاج انگلستاں کے صنعتی کنٹری ساکٹ کی یاد دلا رہا ہے۔ ہر طرف فیکٹریاں ہیں اور آ گے نکل کر تیز ہری گھاس کے میدان اور گھاٹیاں پہاٹیاں اور دیودار اور پائن کے جنگل جن کے درمیان ککڑی کے مکان بنے ہیں۔ یہاں چاروں اور اتناحسن ہے کہ یقین نہیں آتا کہ بیاصل مناظر ہیں یا کا تجی اسٹیج کی سیٹنگو۔

جگہ جگہ سانچی کے بھاٹک کھڑے ہیں۔ان کے اندر باغات ہیں اور شراین۔چھتریاں لگائے عورتیں گڑیوں کی طرح چلتی

نني آواز

لکڑی کے پلوں پر سے گزررہی ہیں۔ پائن سے ڈھکی ہوئی پہاڑیوں پر بادل تیررہے ہیں۔ بادل جُھک کرگاؤں پر چھا گئے ہیں۔ دھان کے کھیتوں پر ہتے پھررہے ہیں ٹرین کے ثیشوں سے کمرارہے ہیں۔

پائن کا درخت صرف صاف ہوا میں بڑھتا ہے بیشفاف ہوا ہے جو بانس کے جھنڈوں میں سر سر ارہی ہے۔ اس قبرستان پر سے گزر رہی ہے جہاں چھوٹی جیوٹی قبروں میں مرے ہوئے جاپانیوں کی راکھ دفن ہے۔ چاروں اور پہاڑیوں پر پائن کے سیدھے درخت کہرے میں چھے کھڑے ہیں۔ کولتار کی سڑکیں بل کھاتی سر سبزگاؤں میں سے گزر رہی ہیں۔ برسا تیاں اور فال بوٹ پہنے کسان کھیتوں میں کام کر رہے ہیں۔ برجس نما سفید پائجا مے پہنے اور سر پر سفید رومال باندھے کسان عورتیں بگڈنڈیوں پر سے گزر رہی ہیں۔ چھوٹے دیہاتی اسٹیشنوں پر مسافر برسا تیاں پہنے، چھتریاں سنجالے، مغربی پوشاک میں ملبوس خاموثی، سے ٹرین کے منتظر کھڑے ہیں۔ بالکل انگلتان کے دیہاتوں کا سا منظر ہے۔

جاپانی مکانوں میں فرنیچر بالکل نہیں ہوتا۔صرف چٹائیاں بچھی ہوتی ہیں۔جابجا گلدان نظر آتے ہیں۔ دیواروں پرپیٹنگز یا لمبے اسکرول آویزاں ہوتے ہیں۔مہمانوں کی آمد پر گھر کی بی بی دیوار کے اندر بنی ہوئی نیچی الماریوں کا پٹ کھسکا کرکشن نکالتی ہیں جو چٹائیوں پر رکھ دیئے جاتے ہیں۔چوکی کے گردفرش پر بیٹھ کر کھانا کھایا جاتا ہے۔

بیٹو کیو کے قدیم ترین ارسٹو کریٹک خاندان کا مکان تھا مگراس کی سادگی کا بھی یہی عالم تھا۔



چائے کی رسم کے متعلق ہم کو پہلے سے بہت سے لیکچر بلائے جا چکے تھے۔ٹرین ہی میں اس کی ہسٹری کے متعلق ایک کتا بچہ پڑھا دیا گیا تھا۔ یہ بتلایا گیا تھا کہ یہ ایک ایسا RITUAL ہے جس کی بہت سخت رومانی، نہ ہبی اور تہذیبی اہمیت ہے۔ یہ عاپان

جاپانی آ داب محفل کا نچوڑ ہے۔ یہاں کے معاشرتی اخلاق کاسمبل ہے۔ پھول سجانے کے فن کے اسکولوں کی طرح یہاں چائے بنانے اور پیش کرنے کے فن کے اسکول بھی ہوتے ہیں جہاں جائے بغیر اعلیٰ خاندانوں کی لڑکیوں کی تعلیم مکتل نہیں سمجی جاتی۔ اس رسم کا با قاعدہ ایک پورا فلفہ ہے۔

یورا سینکے اس ملک کے گرینڈ ماسٹر ہیں۔ اُن کی بی بی اور بیٹے اور فریخ بوتی ہوئی بے حد خوب صورت بہونے ہم لوگوں کا سواگت کیا اور حسب دستوربات بات پر ہاتھ جوڑ کر سرجھا کاتی رہی۔ یہ لوگ سب کیمونو میں ملبوس تھے۔ ہمیں مختلف کمروں میں بھلا دیا گیا۔ایک کمرے میں ڈوئگر کیری وادیا اور میں مزے سے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئے مگر یور و پین خواتین و حضرات کی فرش پر بیٹھ عیں بڑی کمبختی تھی۔ پھر نہایت اہتمام سے کمرے کے سرے پر ایک خاص طرح کی کیتلی میں چائے تیار ہوئی اس کا چواہا فرش کے اندرایک جھوٹے سے تہ خانے میں بڑا تھا۔ ہم سب دم سادھے بیٹھے رہے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے؟ فضا پر زبردست تقدس کا ماحول تھا۔ باہر بارش ہورہی تھی۔ میں کمرے کے کونے میں بالکل دیوار سے لگی بیٹھی تھی۔ میں نے ذرا پیچھے مڑکر دیکھا۔ اس کونے کی دیوار ذرا کھسکا دی گئی۔اور اس میں سے باغ کا ایک گوشہ نظر آرہا تھا۔ درختوں کے پنے ، باغ کے فرش کے پھر اور بارش کی پھوار س او پر سے نکلتی ہوئی روشنیوں میں جھل مل کر رہی تھیں۔

رنگ برنگے کیمونو میں خوب صورت لڑکیاں سخت سنجیدہ شکلیں بنائے آہتہ آہتہ چلتی ہوئی ہمارے سامنے آئیں۔دو زانو جھک کررکوع میں گئیں سامنے ایک پلیٹ رکھی جس میں ایک عدولڈوبانس کے ٹکڑے پر پتے میں لپٹا ہوا دھرا تھا۔ سجدے میں گریں جو اباً ہم بھی تعظیماً جھکے پھر وہ اُٹھ کر اسی طرح چلتی ہوئی واپس گئیں۔لڈ وبے حد بدذا نقہ تھالیکن خاموش رہے۔معاملہ روحانیت اور تہذیب کی اعلیٰ ترین سمبرم کا تھا۔دم مارنے کی گنجائش نہ تھی۔

ابھی کلاَئکس باقی تھی، وہی لڑ کیاں دوبارہ نمودار ہوئیں۔ہمارےسامنے آگر سجدے میں گریں۔ایک چینی کے پیالے میں ایک ہرے رنگ کا گاڑھا سا جوشاندہ سامنے رکھا۔ دوبارہ سجدہ کیا،ہم بھی جھکے، وہ واپس گئیں۔میں نے مادآم وادیاسے چیکے سے پوچھا۔ ''اب کیا ہوگا؟''

"اسے پی جاؤاور کیا ہوگا۔منہ ہر گزنہ بنانا۔"

'' گریہ ہے کیا شے۔ خیر ابھی چائے آتی ہوگی۔اس سے حلق صاف ہو جائے گا۔''

''ارے یہی تو چائے ہے۔'' کملانے مری ہوئی آواز میں کہا۔''اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ پوری بینا پڑے گی۔ ایک بوند یہالے میں نہ چھوڑنا ورنہ انتہائی بداخلاقی سمجھی جائے گی۔'' نئي آواز

لہذا بہادری سے کام لیتے ہوئے میں نے آئکھیں بند کیں اور انتہائی نفاست سے پیالہ ہاتھ میں اُٹھا کروہ کڑواملغوبہ جسے جاپانی ستم ظریفی سے جائے کہتے ہیں میں نے صوالمیّا فی کہہ کرپی ڈالا۔ کملا اور مادام وادیا بھی اس فرض سے سبکدوش ہو چکی تھیں اور بڑی متانت سے بیٹھی تھیں۔ یقیناً اس وقت ہم تینوں کے چروں برگھڑوں نور برس رہا تھا۔

اس کڑو ہے کسلے جو شاندے کے لیے اس قدردھوم دھام جب سے اس ملک میں آئے تھے مارسب جاپانیوں نے مل کرناک میں دم کررکھا تھا چائے کی رسم الیی-اور چائے کی رسم ولیی-بہت شورسُنتے تھے ہاتھی کی دُم کا۔

(قرۃ العین حیدر) (سفرنامہ'ستمبر کا جاند' سے ماخوذ)

مشق

لفظ ومعنى

آثار : اثر کی جمع، تاثر

سیندھ لگانا : دیوار میں سوراخ کرکے چوری کے لیے دوکان یا مکان میں گھسنا

چوبی : ککڑی کی بنی ہوئی

روغن : يبنك (Paint)

فریسکو : دیواری تصویریں

دریچه : کھڑکی

حدِّ نظر : جہاں تک نگاہ کینچے

سنره : هريالي

امتزاج : ملاجُلا

صنعتی : کارخانے

جايان

مضافات ،شهر سے ملحق بیرونی علاقه کنٹری سائڈ

: لکڑی کے چیوٹے چیوٹے اپنے کا کی ایج

> مزار،سادهی شراين

: شکاریوں کالباس جس میں نیچے کا حصّہ تنگ ہوتا ہے جبکہ اوپری حصّہ خاصا چوڑا ہوتا ہے برجس

> اسكرول : کاغذ پر بنائی ہوئی تصوریں جنھیں لپیٹا جا سکتا ہے

ارسٹوکریٹک : امیروں اور رئیسوں کا خاندان،اشرافیہ

الیی رسمیں جن کی یابندی شخق سے کی جاتی ہے : RITUAL

سمبل

: علامت : جاپانی خواتین کا لباس : پاکیز گی كيمونو

تقدس

گھٹنوں کو پیچھے کی طرف موڑ کربیٹھنا دوزانو

: ایسے مسائل جن کا تعلق انسان کے اندرون سے ہو روحا نبيت

روحاسیت : نقطهٔ عروج، منتها کلامکس : نقطهٔ عروج، منتها ملخوب : کئی چیزوں کو ملا کرتیار کیا گیا مشروب ستم ظریفی : زیادتی ، مزاق میں ظلم کرنا هوالشافی : الله مجھے شفادے، دعائیہ کلمه

سنجيدگي متانت

سوالا ت

مصنف نے جایا نیوں کے مزاج کی کیا خاص بات بیان کی ہے؟

مصنف نے جایانیوں کی ایمان داری کا کیا ذکر کیا ہے؟

ئى آواز

- 3۔ مصنف نے جایان کا کیا منظر پیش کیا ہے؟
 - 4۔ جایانیوں کے گھر کیسے ہوتے ہیں؟
 - 5۔ جاپانی جائے کو اہمیت کیوں دیتے ہیں؟
- 6۔ عائے سے قرۃ العین حیدر کی ضیافت کس طرح کی گئ؟

زبان وقواعد

المنتج لکھے ہوئے جملوں میں مصنف کے لطیف طنز کی وضاحت سیجیے:

- لڈ و بے حدید ذاکقہ تھا مگر معاملہ روحانیت اور تہذیب کی اعلیٰ ترین سمبلزم کا تھا۔دم مارنے کی گنجائش نہ تھی۔
- ابھی کلنگس باقی تھی، وہی لڑکیاں دوبارہ نمودار ہوئیں ۔ہمارے سامنے آکر سجدے میں گریں۔ ایک چینی کے پیالے میں ایک ہرے رنگ کا گاڑھا ساجوشاندہ سامنے رکھا۔
- لہذا بہادری سے کام لیتے ہوئے میں نے آئکھیں بندکیں اور انتہائی نفاست سے پیالہ ہاتھ میں اٹھا کروہ کڑوا ملخوبہ جے جایانی ستم ظریفی سے جائے کہتے ہیں میں نے ھوالشانی کہدکریی ڈالا۔
- اس کڑو ہے کسلے جو شاندے کے لیے اس قدر دھوم دھام ، جب سے اس ملک میں آئے تھے مارسب جاپانیوں نے مل کرناک میں دم کررکھا تھا۔ جائے کی رسم ایسی اور جائے کی رسم ولیی۔ بہت شور سنتے تھے ہاتھی کی وُم کا۔

غور کرنے کی بات

ہر ملک کے عوام اپنی تہذیب اور روایات کی قدر دل سے کرتے ہیں۔ وُنیا کے مختلف ملکوں کی اپنی اپنی تہذیبیں ہیں۔ جا پانی بھی دہی اپنی تہذیب کے دل دادہ ہیں۔ چائے کی رسم کو اُن کے یہاں اب بھی وہی قدر ومنزلت حاصل ہے جو پہلے تھی۔ اعلیٰ خاندان کی لڑکیوں کو چائے بنانے اور اُسے پیش کرنے کا فن با قاعدہ سکھایا جاتا ہے۔ یہ اُن کی مذہبی اور تہذیبی عقیدت کا حصتہ بھی ہے۔ ہمیں بھی ہندوستان کی شان دار تہذیب اور روایت کی قدر کرنی چاہیے۔

عاپان

عملی کام

کسی ایسے شہر کا خاکہ کھیے جہاں آپ سیر و تفری کے لیے گئے ہوں۔یا اپنے شہر کی نمایاں خصوصیات کا خاکہ پیش کیجیے۔

🖈 نیچاکھی ہوئی عبارت کو پڑھیے اور اس سے متعلق سوالات کے جواب کھیے۔

ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام کے سامنے شاندار مستقبل تھا۔ وہ چاہتے تو بیرونِ ملک جاکر مالی مشکلات اور بے روزگاری کے مسئلے پر قابو پا سکتے تھے لیکن وطن عزیز سے سچّی محبت اور ملک وقوم کی خدمت کے جذبے نے آخیس بیدقدم نداٹھانے دیا۔ ڈاکٹر کلام نے 1957ء میں ڈفینس ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ آرگینائزیشن (DRDO) سے وابستہ ہوکراپی عملی زندگی کا آغاز کیااور یہاں پانچ سال تک اہم سائنسی تحقیقات میں مصروف رہے۔ انھوں نے اپنی محنت اورلگن سے فضائی سائنس اور ٹیکنالوجی میں ملک کو اہم مقام تک پہنچا دیا۔ انھوں نے زندگی کا سارا وقت میزائلوں کی ترقی کے سلسلے میں وقف کر دیا اور میزائل منصوبے کے ساتھ ایٹی تحقیق کے شعبوں میں بھی نمایاں کا رکردگی کا شہوت دیا۔ اس بڑی کا میابی نے دی آئل سائنس دانوں میں ہونے لگا۔ وہ ہمیشہ نظر میہ مقصد فی مقصد کے دی بڑے میزائل سائنس دانوں میں ہونے لگا۔ وہ ہمیشہ نظر میہ مقصد اور مدف

- (i) ڈاکٹر اے بی جعبدالکلام کے سامنے کیا شاندار مستقبل تھا؟
 - (ii) ڈاکٹر کلام نے اپنی عملی زندگی کا آغاز کس طرح کیا؟
 - (iii) ڈاکٹر کلام کومیزائل مین، کیوں کہا جاتا ہے؟
 - (iv) ڈاکٹر کلام کا مقصدی جملہ کیا ہے؟